بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث

دہلی

نگران اصول
مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۷ | ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۹ء مطابق جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۵۸ھ | نمبر ۳

قرآن پاک کا تاریخی اعجاز

(از حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی)

دنیا کے ہر پیغمبر نے اپنی امت کے سامنے حیرت انگیز معجزے پیش کئے ہیں۔ حضرت نوحؑ کی دعا نے عالم کو غرقاب کر دیا حضرت شعیبؑ اور لوطؑ کی دعاؤں نے آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں سے آگ برسائی۔ حضرت موسیٰؑ کے معجزے نے فرعون کو بحر احمر کا طعمہ بنایا۔ عصائے موسیٰ کی کارفرمائی نے چٹانوں کی چھاتی سے پانی کا دودھ بہایا۔ اور بحر احمر کے دو ٹکڑے کر دیئے دم عیسیٰ نے جسم کے اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو چنگا کیا۔ فرش موت کے سونے والوں کو جگایا۔ اور قبر کے مردوں کو قُمْ بِاِذْنِ اللہ کہکر جلایا۔

یہ واقعات دنیا میں پیش آئے۔ اور ختم ہوگئے۔ برق کا شرارہ تھا۔ جو دم کے دم میں چمکا اور بجھ گیا۔ لیکن ایک پیغمبر ایسا بھی آیا۔ جس کے حیرت انگیز معجزے نے قوموں کو ہلاک کرنے کی بجائے ان کو حیات تازہ بخشی، پتھر دلوں کو موم، عقل کے اندھوں کو بینا اور بنی آدم کی پوری جمعیت کو غفلت و بیہوشی کی نیند سے جگا کر ہشیار اور کفر و شرک کی ہلاکت سے بچا کر زندہ کیا۔ یہ حیرت انگیز واقعہ بجلی کی چمک کی طرح دفعتًا ظاہر ہو کر غائب نہیں ہوگیا۔ یہ ید بیضا، عصائے موسیٰؑ اور دم عیسیٰؑ کی طرح اپنے امکان اور وقوع میں فلسفیانہ موشگافیوں اور عقلی نکتہ سنجیوں کا محتاج نہیں۔ یہ روز روشن کی طرح واقعے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور ہزارہا سال تک ممتد و متواتر واقعیت بن کر دنیا اور اہل دنیا کے سامنے جلوہ گر رہا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دین اور آخری صحیفہ لیکر اور قصر نبوت کی آخری اینٹ بن کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے بعد نہ کوئی دین آنیوالا، نہ کوئی نئی کتاب اترنے والی۔ اور نہ کوئی نبوت مبعوث ہونے والی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ

دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کا خاص معجزہ وقتی اور عارضی نہ ہو۔ بلکہ جب تک اس دنیا میں آپ کی نبوت کا نور چمکتا رہے اس کی روشنی قائم رہے۔ چنانچہ وقتی اور عارضی معجزوں کے علاوہ آپ کو ایسا خاص معجزہ بھی بخشا گیا۔ جو قیام قیامت تک باقی اور قائم رہنے والا ہے۔ قرآن نے تحدی کی کہ میں اپنے رسول پیغمبر کی صداقت کی گواہی ہوں۔ جن وانس بھی ملکر چاہیں تو مجھ جیسی کتاب کی ایک صورت بلکہ ایک آیت بھی بنا کر پیش نہیں کر سکتے۔ اس اعلان پر پوری چودہ صدیاں گذر چکی ہیں مگر اب تک فضائے بسیط کے ہر گوشے میں اس کے جواب میں خاموشی چھائی ہے۔

یہاں بھی عقل و فلسفے کی نکتہ آرائیوں سے بچ کر آیئے۔ تاریخ میں واقعیت کا چہرہ دیکھیں۔ قرآن پاک دنیا کی سب سے تاریک سرزمین میں سب سے جاہل قوم پر اترا۔ جو علم وتمدن سے عاری، دولت وثروت سے خالی۔ سامان واسلحہ سے محروم اور ہر قسم کی دنیاوی اور مادی طاقت سے تہی مایہ تھی۔ قرآن نے تیرہ برس تک کبھی پہاڑوں کے غاروں سے اور کبھی پہاڑوں کی چٹانوں سے انسانیت کو آوازیں دیں۔ اس طویل مدت میں اس کی پکار کے جواب میں سب وشتم، سنگریزے اور پتھر تیر و تبر اور تیغ و خنجر کی بارش ہوتی رہی۔ لیکن جونہی چودہویں برس کا چاند طلوع ہوا اس کی روشنی ماہ شب چہاردہم بن کر نمودار ہوئی اور چند سال کے عرصے میں دیکھا تو عرب کا گوشہ گوشہ بقعہ نور بن گیا تھا۔

قرآن کا سب سے بڑا تاریخی معجزہ یہ ہے کہ ۲۳ برس کی تعلیم میں ایک ان پڑھ اور جاہل قوم کو دنیا کی عالم ترین اور متمدن ترین قوم بنا دیا۔ جس کی عظمت نے دنیائے قدیم کے دونوں بازو قیصر و کسریٰ کو توڑ دیا۔ چالیس برس کی مدت میں جب خلافت راشدہ کا دور ختم ہوا۔ قرآن کے ماننے والوں نے جو بحر ہند کے دہانے سے لے کر بحر اطلانتک کے ساحل تک پھیلے ہوئے تھے۔ دنیا کی کایا پلٹ دی۔ تاریکی کی جگہ نور، جہالت کے بدلے علم، شرک و کفر کے بجائے خدا پرستی آئی۔ دنیا کی سب سے غریب و مفلس قوم سب سے بڑی عالم و علم پرور اور متمدن ہوگئی۔ دنیا کی سب سے ضعیف و کمزور قوم سب سے قوی اور سب پر غالب ہوگئی۔ وہ قوم جس کو دنیا میں کبھی سیاسی عزت وجاہ وجلال نصیب نہیں ہوا تھا اس نے دنیا کی شہنشاہی کا تاج اپنے سر پر رکھا۔

عرب و عجم، ترک و دیلم، حبش و زنگ، ہندو سندھ جس نے بھی قرآن کو اپنے سینے سے لگایا۔ اس نے فتح وظفر کا پرچم ہاتھ میں لیا۔ تخت شاہی اپنے دونوں پاؤں کے نیچے بچھایا۔ اور حکومت کا تاج اپنے فرق شاہی پر رکھا۔ عربوں کی کیا بساط تھی؟ دیلم کو کون جانتا تھا؟ سلجوق سے کون واقف تھا؟ غور و خلج و تغلق کس شمار میں تھے؟ کرد کس گنتی میں ہیں، خوارزم شاہی، اور مصر کے ممالک اور ہندوستان کے ترکی غلاموں کی حیثیت کیا تھی؟ اور مٹھی بھر آوارہ گرد ترک قبیلے کا سردار عثمان خاں جس کی اولاد نے یورپ ایشیا اور افریقہ دنیا کے تین براعظموں پر چھ سو برس تک حکومت کی اسلام سے پہلے کیا تھا؟ مگر جب انھوں نے اپنی عقیدت کا سر قرآن کے آگے جھکایا تو دنیا کی شہنشاہیوں نے ان کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

عربوں کا تمدن کیا تھا؟ عربوں کے وحشیوں کا رتبہ کیا تھا؟ بربر کی بربریت کی داستانوں سے کون آگاہ نہ تھا؟ ترک و تاتار کی درندگی کے واقعات سے کس کے کان آشنا نہ تھے؟ مگر دیکھو کہ جب قرآن نے ان کے سر پر سایہ ڈالا تو انھیں کے ہاتھوں عظیم الشان سلطنتوں کی بنیادیں پڑیں۔ بڑے بڑے متمدن شہر آباد ہوئے۔ علوم وفنون کی درسگاہیں کھلیں۔ اور تمدن و تہذیب کے نقش و نگار اور آثار نمودار ہونے لگے۔ فلسفہ و عقل کی جلوہ آرائی ہوئی۔ علم و فن نے ترقی کی۔ بیسیوں

نئے علوم اختراع ہوئے۔ پچھلے علوم نے رونق تازہ پائی۔ اور ان کی بری اور بحری تجارتوں نے دنیا کی منڈیوں پر قبضہ کرلیا ان سب سے ماوراء اور مادہ و مادیات سے ہٹ کر انسانی اخلاق و آداب نے اسی قرآن کی تعلیم و ہدایت سے تکمیل کا درجہ پایا۔ عدل و انصاف اور اخوت و مساوات کے سبق از بر ہوئے۔ اہل جہان کی آنکھوں نے وہ منظر دیکھا جس کو آغاز آفرینش سے آج تک انھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا مغرب کی قوموں کو مشرق سے اور مشرق کی بستیوں کو مغرب سے ملا دیا اور حسب و نسب، قومیت و وطن، پستی و بلندی اور شاہی و گدائی کے ہر قسم کے نشیب و فراز کو مٹا کر قرآن والوں کی برادری اور واحد قومیت پیدا کردی جس کا وطن دنیا کا ہر ملک اور جس کا مسکن دنیا کا ہر گوشہ تھا۔

باطل پرستی کے ہر طلسم کو توڑ دیا۔ بتوں کے ہیکل مسمار کر دیئے۔ ستارہ پرستی کا چراغ گل کر دیا۔ انسانی جانوں کی قربانی موقوف کردی۔ دختر کشی کی رسم کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ عورتوں کو عزت، غلاموں کو آزادی، اور غریبوں کو بشارت دی۔ اور سب کے لئے صرف ایک ایمان اور عمل صالح کو ہر قسم کی ترقیوں اور سعادتوں کا زینہ بنایا۔ اور بتایا کہ انسانی سعادت کی شاہراہ، غاروں، خلوتوں اور پہاڑوں سے ہو کر نہیں گذرتی۔ بلکہ شہروں بازاروں، مجمعوں اور انسانی بھیڑ بھاڑ کے اندر سے گزرتی ہے۔ حق کی نصرت انسانوں کی بھلائی، یتیموں کی سرپرستی۔ غریبوں کی امداد، گرتوں کی دستگیری مظلوموں کی فریاد رسی اور غلاموں کی آزادی ہی نیکیوں کی جڑیں ہیں۔ اور اس راہ میں ہر قسم کی جدوجہد زحمت کشی و محنت و ایثار و قربانی۔ اصل نفس کشی و ریاضت ہے اور سب کے آخر میں اور سب سے بڑھ کر اس نے مسلمانوں کو اللہ کے آستانہ قدس کے سوا دنیاوی قوت کے ہر آستانہ سے بے نیاز کر دیا۔ خدائے قادر کی قدرت کے سوا ہر قدرت سے وہ بے نیاز اور ہر قوت سے وہ بے پروا ہوگئے۔ انھوں نے فرعونوں کو دریا میں دھکیل دیا۔ نمرودوں کے تخت الٹ دیئے۔ ہامانیوں کی سلطنتیں چھین لیں۔ اور شدادیوں کی بہشت پر قبضہ کرلیا اور وہ یہ سب اس لئے کرسکے کہ انھوں نے ان سب جھمیلوں کے ساتھ ہر رشتہ محبت کو توڑ کر صرف خدا سے اپنا رشتہ جوڑا تھا۔ ان کے ہر عمل کی غایت اللہ کی خوشنودی اور رضامندی تھی۔ تو اللہ بھی ان سے خوش ہوا۔ اور اپنی خوشنودی کا ہر خزانہ ان کے لئے کھول دیا۔

قرآن نے اللہ والوں کی جماعت پیدا کی۔ جو اللہ ہی کے لئے پکڑتی اور چھوڑتی تھی۔ اور اللہ ہی کے لئے دیتی اور لیتی تھی اور اسی کے لئے جیتی اور مرتی تھی۔

مسلمانو! ربانی قوت کا یہ سرمایہ اب بھی تمہارے پاس ہے۔ اور اللہ کے اس خزانۂ رحمت کی کنجی اب بھی تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ ہمت کرو۔ اور ادب سے اس کے اوراق کھولو۔ اس کے معنوں کو سمجھو۔ اس کی باتوں پر یقین کرو۔ اور اس کے حکموں کو مانو اور عمل کرو پھر دیکھو کہ تم کہاں سے کہاں پہنچتے ہو۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(معارف)